(122) نہ قوموں میں عزّت نہ جلسوں میں وقعت — نہ اپنوں سے الفت نہ غیروں سے ملّت
مزاجوں میں سُستی دماغوں میں نخوت — خیالوں میں پستی کمالوں سے نفرت
عداوت نہاں، دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

(123) نہ اہل حکومت کے ہمراز ہیں ہم — نہ درباریوں میں سرافراز ہیں ہم
نہ علموں میں شایان اعزاز ہیں ہم — نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم
نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت نوکری میں
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

(124) تنزّل نے کی ہے بُری گت ہماری — بہت دُور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری — نہیں کچھ اُبھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہیں اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنّت کی جیتے ہیں سارے

(125) سیاحت کی گوں ہیں نہ مردِ سفر ہیں — خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں
یہ دیواریں گھر کی جو پیشِ نظر ہیں — یہی اپنے نزدیک حدِّ بشر ہیں
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم
وہی اُن کی دنیا وہی اُن کا عالم

(126) بہشت اور ارم، سلسبیل اور کوثر — پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام ہیں اکثر — کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
پہ جب تک نہ دیکھیں کہیں کس یقیں پر
کہ یہ آسماں پر ہیں یا ہیں زمیں پر

(127) وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت — وہ شائستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت — وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اس کی وقعت نظر میں ہماری
یونہی مفت جاتی ہے برباد ساری

(128) اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا — تو ہوگا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر ہاں وہ سرمایۂ دین و دنیا — کہ ایک ایک لمحہ ہے انمول جس کا
نہیں کرتے خسّت اُٹھانے میں اُس کے
بہت ہم سخی ہیں لُٹانے میں اُس کے

(129) اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم — تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہوں جن میں کل کے لیے کچھ فراہم — یہ ہی گزرے جاتے ہیں دن رات ہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں
کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

(130) گڈریے کا وہ حکم بردار کتا — کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا — تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
جو انصاف کیجے تو ہم سے ہے بہتر
کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

(131) وہ قومیں کہ سب راہ طے کر چکی ہیں — ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر ایک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں — ہوئی تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اسی طرح راہِ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی اُن کو جانا ہے گویا

(132) کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ — کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ — کوئی لمحہ بے کار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

(133) مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں — جمادات کی طرح بارِ زمیں ہیں
جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں — زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے، ایک باقی ہے مرنا

(134) یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی — خود اقبال ہے آج اُن کا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی — زمانے کی ساتھی ترقی کی حامی
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے
نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

(135) دکاں اُن کی ہے اور بازار اُن کا — بنج اُن کا ہے اور بیوہار اُن کا
زمانے میں پھیلا ہے بیوپار اُن کا — ہے پیر و جواں برسرِ کار اُن کا
مدار اہل کاری کا ہے اب انہی پر
انہی کے ہیں آفس انہی کے ہیں دفتر

(136) معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ — گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادت میں اطوار میں وہ — نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشے سے حرفے سے انکار اُن کو
نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُن کو

(137) جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ — پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہیں وہ
ہر اک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ — جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر اک وقت کا مقتضیٰ جانتے ہیں
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہیں

138 مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی — کہ یکساں ہو سب واں بلندی و پستی
نہیں اب تک اصلا خبر ہم کو یہ بھی — کہ ہے کون ادبار کس کیا ترقی
جدھر کھول کر آنکھ ہم دیکھتے ہیں
زمانے کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

139 زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا — کہ ہے آشتی میں مری یاں گزارا
نہیں پیروی جن کو میری گوارا — مجھے ان سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

140 چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی — پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خواں کی — کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

141 فلاکت جسے کہیے ام الجرائم — نہیں رہتے ایماں پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انساں کو جو بہائم — مصلی ہیں دل جمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اہل اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

142 کہیں مکر کے گر سکھاتی ہے ہم کو — کہیں جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہم کو
خیانت کی چالیں سجھاتی ہے ہم کو — خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہے ہم کو
فسوں جب یہ پاتی نہیں کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

143 یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں — ہزاراں میں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھ میں دو اگر اغنیا ہیں — تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر ہم
تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کس قدر ہم

144 بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی — نہیں جانتے بس کہ روٹی کمانی
دلوں میں ہے یہ یک قلم سب نے ٹھانی — کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہاں قدر دانوں کا ہیں کھوج پاتے
پہنچتے ہیں واں مانگتے اور کھاتے

145 کہیں باپ دادا کا ہیں نام لیتے — کہیں رشتناسی سے ہیں کام لیتے
کہیں جھوٹے وعدوں پہ ہیں دام لیتے — یونہی ہیں وہ دیدے کے دم دام لیتے
بزرگوں کے نازاں ہیں جس نام پر وہ
اسے بیچتے پھرتے ہیں دربدر وہ

(146) یہ ہیں ڈھنگ اُن تازہ آفت زدوں کے — بہت کم زمانہ ہوا جن کو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے — کہ ہیں کس کے بیٹے وہ اور کس کے پوتے
جنھیں دیس پردیس سب جانتے ہیں
حسب اور نسب جن کا پہچانتے ہیں

(147) مگر مٹ چکا جن کا نام و نشاں ہے — پرانی ہوئی جن کی اب داستاں ہے
فسانوں میں قصوں میں جن کا بیاں ہے — بہت نسل پر تنگ اُن کی جہاں ہے
نہیں ان کی قدر اور پرسش کہیں اب
انھیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

(148) بہت آگ چلموں کی سلگانے والے — بہت گھاس کی گٹھریاں لانے والے
بہت در بدر مانگ کر کھانے والے — بہت فاقے کر کر کے مر جانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر
تو نکلیں گے نسلِ ملوک اُن میں اکثر

(149) انھی کے بزرگ ایک دن حکمراں تھے — انھی کے پرستار پیر و جواں تھے
یہی مامنِ عاجز و ناتواں تھے — یہی مرجعِ دیلم و اصفہاں تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انھی کے گھروں میں تھی صاحبقرانی

(150) یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے — کہ شاہوں کی اولاد در در گدا ہے
جسے سُنیے افلاس میں مبتلا ہے — جسے دیکھئے مفلس و بے نوا ہے
نہیں اُن میں کوئی کمانے کے قابل
اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانے کے قابل

(151) نہیں مانگنے کا طریق ایک ہی یاں — گدائی کی ہیں صورتیں نت نئی یاں
نہیں حصر کنگلوں پہ گدیہ گری یاں — کوئی دے تو منگتوں کی ہے کیا کمی یاں
بہت ہاتھ پھیلائے زیرِ ردا ہیں
چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ہیں

(152) بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی — بہت بن کے خود سید خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی — بہت مدح میں کر کے رنگیں بیانی
بہت آستانوں کے خدّام بن کر
پڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہیں در در

(153) مشقّت کو محنت کو جو عار سمجھیں — ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں — فرنگی کے پیسے کو مُردار سمجھیں
تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی